LMS ID: 27984

Batch: 119 — نام: آکمنہ بتول ①

سوال نمبر: 02

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔
(آل عمران)

ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔

تعارف:

اسلام میں عقیدہ آخرت ایک اہم اصول ہے جو مسلمانوں کے ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔ آخرت کا مطلب ہے کہ دنیا کے بعد کی زندگی بھی ہے اور ہمارا اس دنیا کے بعد کا حال بھی ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق دنیا صرف ایک دورانیہ ہے جو کہ انسان کو آخرت کے لیے آزمائشی میدان کے طور پر دی گئی ہے۔ یوم آخرت کو یوم الدین اور یوم القیامہ بھی کہا گیا ہے۔

اسلام میں عقیدہ آخرت کی وضاحت کئی تراجم اور احادیث سے ملتی ہے۔ کچھ اہم مندرجہ ذیل ہیں:

(i) حیات بعد موت

زندہ کرتا ہے زمین کو (پانی سے) اس کے مرنے کے بعد۔
(البقرہ)

اسلامی عقیدے کے مطابق موت کے بعد زندگی کا دورانیہ آخرت ہے۔

(ii) نیک اعمال کی اہمیت

کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں گے؟
(القلم)

DATE: __/__/__ 2

اسلام میں عقیدہ آخرت کے تحت انسان کو اپنے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔ نیک اعمال کرنے والے افراد کو جنت کا وعدہ کیا گیا ہے جبکہ بداعمالوں کو دوزخ کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ انسان دنیا میں جو کچھ کرتا ہے اس سب کا کہیں نہ کہیں آخرت میں حساب ضرور ہونا ہے لہذا نیک بننے کے ساتھ اپنے اعمال کو بہتر بنایا جائے تاکہ آخرت کی رسوائی ہمارا مقدر نہ بنے۔

عقیدہ آخرت کے انفرادی زندگی پر اثرات

عقیدہ آخرت انسان کو یقین آور اور ثابت قدم بناتا ہے۔ وہ دنیاوی مسائل کا ہمت سے سامنا کرتا ہے اور مستقبل کے لیے تیار رہتا ہے

i: اخلاص کی بڑھتی ہوئی اہمیت

عقیدہ آخرت اخلاص کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اور یہی جذبہ انسان کی نیکیوں کو مکمل بناتا ہے۔

عقیدہ آخرت انسان کو اپنے اعمال کے اخلاص پر زور دینے کی طرف توجہ مرکوز کرواتا ہے۔ وہ دنیا کی آرزوؤں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے خالص دل سے نیک عمل کرنے پر توجہ دیتا ہے۔

ii) یادِ آخرت امید

عقیدہ آخرت مشکل وقتوں میں امید کی روشنی فراہم کرتا ہے۔

عقیدہ آخرت انسان ان مشکلات لمحات کا سامنا کرنے کی ہمت دیتا ہے جن میں انسان اللہ کی قدرت کے آگے بے بس ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ انسان میں جذبہ اور امید پیدا کرتا ہے کہ آخرت میں انصاف ہوگا اور آرام و سکون ملے گا۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

اور جان رکھو کے تمھیں اس کے پاس حاضر ہونا ہے۔

(سورہ البقرہ)

(viii) **موت کے خوف کا خاتمہ**

عقیدہ آخرت پر ایمان رکھنے کا ایک فائدہ انفرادی زندگی میں یہ نظر آتا ہے کہ پھر انسان بے دین لوگوں کی طرح موت سے نہیں ڈرتا۔ اسکو اس بات پر یقین ہوتا ہے کہ مجھے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے۔

(ix) **صبر و استقامت۔**

عقیدہ آخرت انسانی زندگی میں صبر و استقامت کو بڑھاتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان مشکلات اور پریشانیوں کو سامنے دیکھ کر گھبراتا نہیں ہے بلکہ اللہ پر یقین اور توکل کے ساتھ ان پریشانیوں کا مقابلہ خوشی خوشی کرتا ہے اور اپنے رب کی رضا سمجھتا ہے۔

بے شک ہم نے ان کو مومن بنایا ہے۔ وہ اپنے رب کی راہ میں جہد کرتے ہیں۔ ان کے لیے روزی ہم دیتے ہیں اور انہیں ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

(الانبیاء)

(۷) محنت اور اجتہاد کی ترویج

عقیدہ آخرت انسان میں محنت واجتہاد کی روح پیدا کرتا ہے۔ انسان اپنی زندگی کے ہر شعبے میں محنت کرتا ہے اور اپنے کاموں میں بہتری کے لیے محنتی اور مخلص ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ فرماتے ہیں۔

اور جو کچھ تم محنت کرتے ہو، اس کا بدلہ بغیر کسی ظلم کے ~~دیا~~ دیا جائے گا۔
(الانشقاق)

(۸) ذمہ داری کی بڑھتی ہوئی حساسیت

عقیدہ آخرت انسان کی زندگی میں اخلاقی اصول اور اخلاقیت پیدا کرتا ہے۔ انسان اپنے اعمال کو جلدی جلدی نہیں بلکہ دنیا و آخرت دونوں کے لیے انتظام کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اس سے انسان کی نیک نیتی اور ایمانداری میں اضافہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔ اس کا مفہوم:

اور انسان کے لیے اتنا ہی ہے جتنی کے لیے اس نے کوشش کی۔

یہاں جو انسان کوشش کرتا ہے اور اس کوشش میں کوئی کمی اپنی طرف سے نہیں آنے دیتا کیونکہ اسکو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ میرے رب کا وعدہ ہے وہ مجھے میری محنت کا صلہ ضرور دے گا۔ چنانچہ اگر وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ محنت کرتا ہے اور انجام میں پھل پاتا ہے چاہے وہ دنیاوی ہو یا اخروی۔

ان تمام کے علاوہ بھی ہماری انفرادی زندگی پر عقیدہ آخرت کے بے پناہ اثرات موجود ہیں جن میں سے:

- اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا جذبہ
- مخلوق سے ہمدردی کا جذبہ
- استقامتِ دین

وغیرہ اہم ہیں۔

عقیدہ آخرت کے اجتماعی زندگی پر اثرات

عقیدہ آخرت نہ صرف انسان کی انفرادی زندگی میں بہترین کردار ادا کرتا ہے بلکہ یہ انسان کی اجتماعی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اور معاشرے میں بھی انسان کو بہترین بننے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

(1) انسانی و سماجی رشتے

عقیدہ آخرت انسانی رشتوں کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ انسان کو پیار اور محبت کے احساس سے بھرپور بناتا ہے۔ اور آپس میں تعاون کو فروغ دیتا ہے۔ آخرت کے اعتقاد کے اثر میں لوگ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لیے زیادہ متحرک ہوتے ہیں۔

(2) اخلاقی ارتقا

عقیدہ آخرت کا اعتقاد انسان کو اخلاقی اصولوں کی پیروی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اعتدال، درستگی، احترام، اور تعاون جیسے اخلاقی اقدار کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور مثبت پہلو رکھتا ہے۔

(iii) امن و امان

عقیدہ آخرت معاشرے میں امن و امان کا بھی ایک ذریعہ ہے اس کی مدد سے انسان دنیا کی خوشیوں اور رنگوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اپنے اخروی اہداف کو حاصل کرنے میں مشغول رہتا ہے۔

(iv) عفو و درگزر

اس عقیدے کے لیے انسان میں قوت برداشت اور معاف کرنے کا جذبہ بھی ابھرتا ہے اور وہ اس یقین کے ساتھ کہ میرا اللہ دیکھ رہا ہے اور وہ بہترین انصاف کرنے والا ہے۔

(v) مثالی معاشرے کی بنیاد

عقیدہ آخرت سے ایک ایسے مثالی معاشرے کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے کہ جس میں ہر انسان آرام اور سکون سے زندگی گزار سکے ایک دوسرے کے کام آسکیں۔

(vi) عدل و انصاف کا فروغ

معاشرے میں عدل و انصاف دونوں ~~ہیں اہم~~ ترازو کے دو اہم پلڑے ہیں۔ جس معاشرے میں عدل و انصاف نہ ہو وہ معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا اسی لیے عقیدہ آخرت عدل و انصاف کو قائم کرنے میں بھی مدد کرتا ہے۔ اس عقیدے کے ذریعے انسان ایمانداری کے ساتھ عدل بھی کرتا ہے اور انصاف کے تقاضے بھی پورے کرتا ہے کیونکہ انسان کا اس بات پر ایمان ہوتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور وہ میری پکڑ ضرور کرے گا۔

DATE: __/__/__

ختم الکلام:

بشیر انصاری نے ایک بار کہا تھا کہ،

"آخرت کی امنگیں انسان کو دنیا کے رنگوں سے نکال کر ایک مخصوص روشنی جیسی کی طرف لے جاتی ہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاہے انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی عقیدہ آخرت ہر لحاظ سے انسان کو بدل دیتا ہے اور بھرپور اثر انداز ہوتا ہے چاہے وہ انسان کا اللہ سے تعلق ہو، دین کی طرف رغبت ہو یا پھر لوگوں سے تعلق اور معاشرے کی ذمہ داریاں، ہر طرح سے مدد کرتا ہے اور بہترین زندگی گزارنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

سوال نمبر: 05

اُمت کے لُغوی معنی

امت کے لغوی معنی جمع اور گروہ کے ہیں۔ اصطلاح میں نبی پاک ﷺ کے ماننے والوں کو امت مسلمہ کہا جاتا ہے۔

توحید اور ایمان

توحید اور ایمان مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ صرف ایک خدا کو مانیں اور ایمان لائیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ اسلام میں توحید کو پہچاننا اس پر ایمان رکھنا اور ایمان کی حفاظت کرنا اہم تعلیمات ہیں۔

نماز ادا کرنا

نماز اسلامی عبادات میں بہت اہم ہے اور ہر روز دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی / امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ نماز کو وقت پر ادا کریں اور مخصوص احکامات کے مطابق اس کی پابندی کریں۔

زکوٰۃ دینا

زکوٰۃ دینا اسلامی اقتصادی نظام کا اہم حصہ ہے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنی مالی حالت کا احتساب کریں اور زکوٰۃ دیں تاکہ معاشرتی امیدواروں کی مدد کی جاسکے۔

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو
(البقرہ)

(iii) **روزہ رکھنا**

مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھیں۔ یہ عبادت پاکی اور تزکیہ نفس کا ہوتا ہے جو مسلمانوں کو مشکلات اور امتحانات سے نمٹنے کی تربیت دیتا ہے۔

(iv) **حج ادا کرنا (اگر مالی حالت مجاز ہو):**

اگر مسلمان کی مالی حالت حج کے لیے مجازی ہو تو اس کی ذمہ داری ہے کہ ایک بار حج ادا کریں۔

(۷) **نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت اور غیر مشروط اطاعت**

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی بھی صاحب ایمان نہ ہوگا جب تک میں اس کے والدین اور اولاد سے زیادہ اسکا محبوب نہ بن جاؤں۔

(صحیح بخاری)

نبی کریم ﷺ سے محبت دنیا کے ہر رشتے سے بڑھ کر دل میں ہونی چاہیے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لیے محبت کے ساتھ ساتھ غیر

مشروط اطاعت کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ جو شخص نبی کے
احکامات کو مانتا ہے درحقیقت وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے اللہ
کی اطاعت کی۔
(سورہ نساء)

اسی طرح سورہ آل عمران ارشاد ہے کہ

آپؐ کہہ دیں کہ اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو
میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا
اور وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا، وہ بہت
بخشنے والا اور مہربان ہے۔
(آل عمران)

(vi) تبلیغِ قرآن

اب قیامت تک کوئی بھی نبی یا رسول
نہیں آئے گا لیکن پیغامِ قرآنی کی دعوت و تبلیغ کی ضرورت
باقی رہے گی۔ اس کو دوسروں تک پہنچانا اس امت کی
ذمہ داری ہے جو حاملِ قرآن ہے

(vii)

اصلاحِ معاشرہ

امت مسلمہ کی ذمہ داری اور مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے قرآن و سنت نے امت مسلمہ کے نصب العین یعنی اقامت دین کو معاشرے کی صورت میں واضح الفاظ میں ایک فرض قرار دیا ہے۔

چنانچہ اصلاح معاشرہ، معروف کا قیام اور تجسس منکر اور برائی کو دور کرنا اور برے اثر بنانا اور اس کی جگہ حق کے قیام کا نظام ایک اہم مرحلہ ہے۔

حدیث شریف میں اس بات کو یوں سمجھایا ہے کہ:

جو شخص اللہ کے احکام کو توڑتا ہے اور وہ جو اللہ کے احکام کو توڑتے ہوئے دیکھتا ہے مگر اسے روکتا نہیں، اس کے ساتھ رواداری برتتا ہے، ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ لوگوں نے ایک کشتی لی اور قرعہ ڈالا۔ اس کشتی میں اوپر نیچے مختلف درجے ہیں جو لوگ نچلے درجے میں تھے وہ پانی کے لئے اوپر والوں کے پاس سے گزرتے تاکہ دریا سے پانی بھریں تو اوپر والوں کو اس سے تکلیف ہوتی۔

آخرکار نچلے حصے کے لوگوں نے کلہاڑی لی اور کشتی کے پیندے کو پھاڑنے لگے۔ اوپر والے حصے کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: تم یہ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہمیں پانی کی ضرورت ہے اور دریا سے پانی اوپر جاکر ہی بھرا جا سکتا ہے اور تم ہمارے آنے جانے سے تکلیف محسوس کرتے ہو تو اب کشتی کے تختوں کو توڑ کر دریا سے پانی حاصل کر لیتے ہیں۔

حضورؐ نے یہ مثال بیان کرکے فرمایا: اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیتے اور سوراخ کرنے سے روک دیتے تو انھیں بھی ڈوبنے سے بچا لیتے اور خود بھی بچ جاتے۔ اور اگر انھیں ان کی حرکت سے نہیں روکتے اور چشم پوشی کرتے ہیں تو انھیں بھی ڈبوئیں گے اور خود بھی ڈوبیں گے۔

(بخاری)

اس شاندار مثال سے واضح ہے کہ اگر معاشرے میں برائی پھیلے گی تو معاشرے کا ہر فرد متاثر ہوگا، اور اگر معاشرے میں حق پھیلے گا تو سب فائدہ اٹھائیں گے۔ اور یہی حق پھیلانا امتِ مسلمہ کا فرض ہے۔

(iii) ریاستی سطح پر ذمہ داری

ریاست میں اقامتِ دین اور حق کا قیام بھی امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔

(الحج)

قرآن پاک بار بار اپنے ماننے والوں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ سارے جہاں کے اصل حاکم و مالک کو بھول کر عارضی خداؤں سے امید لگا بیٹھے ہیں۔ اللہ کی طرف رجوع اور زمین پر اس کی حاکمیت اور اقتدار کو قائم کرنا گویا امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ اس کے بغیر ان کی ذمہ داری کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

(ix) عالمی نظامِ عدل کا قیام

امتِ مسلمہ کا فرض و مقصد نہ صرف ملک میں اصلاح کر کے نظام کو قائم کرنا بلکہ عالمی طور پر نظامِ عدل و انصاف کا قیام کرنا بھی ہے۔

ارشاد ہے کہ۔

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا تاکہ تم انسانوں ~~(البقرہ)~~ پر گواہ بنو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں۔

(البقرہ)

گویا جس طرح حضرت محمد ﷺ نے امتِ مسلمہ کو دین کی دعوت دے کر مدینہ منورہ میں مثالی اسلامی ریاست قائم کر کے عملاً دکھایا کہ دین کی اقامت کس طرح ہوتی ہے اسی طرح اب امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ عالمی سطح پر دعوتِ حق کو پیش کریں۔

نہ صرف ان مقامات پر جہاں سیاسی اقتدار حاصل ہو، مثالی ریاست قائم کرلے بلکہ دیگر اقوامِ عالم کے سامنے پیش کرے تاکہ جہاں کہیں بھی ظلم ہے وہاں عدل و انصاف کا قیام ہو اور اللہ کے بندوں کو غلامی سے نکال کر **احکم الحاکمین** کی بندگی میں لایا جائے۔ مختصراً اسلام ایک ایسے عالمی نظام کا داعی ہے جو اللہ کی بندگی اور انسانوں کے درمیان وسیع انصاف پر مبنی ہے۔

حاصل الکلام

امتِ مسلمہ کی ذمہ داریاں انفرادی زندگی اور عبادات سے لیکر اجتماعی زندگی اور چھر بین الاقوامی اور عالمی سطح تک ہیں۔ لہٰذا امتِ مسلمہ کو اپنے حقوق کے ساتھ اپنے فرائض کی انجام دہی کا احساس بھی ہونا چاہیے اسی میں آخرت کی بھلائی موجود ہے۔

سوال نمبر 04

اقلیتوں کے حقوق

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

(البقرہ)

دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔

ریاست مدینہ میں غیر مسلموں کو جو حقوق ادا کیے گئے وہ آج بھی ایک روشن مثال کی طرح ہیں۔ اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق کے حوالے سے چند بنیادی پہلو درج ہیں:

(1) زندگی کا تحفظ

انسان کی زندگی کا تحفظ زندہ رہنے کی پہلی شرط ہے۔ جس طرح ایک مسلمان کے لیے اس کی زندگی اہم ہے اسی طرح ایک غیر مسلم شہری کو بھی اسکی زندگی کے تحفظ کا حق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد (روکنے) کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانیت کو زندگی بخشی۔

(المائدہ)

(2) نجی زندگی کے تحفظ کا حق

انسانی زندگی اور جان تک کہ اسلام میں بھی نجی زندگی کی بہت اہمیت ہے۔ کسی دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا اسکی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور یہ مسلمان اور غیر مسلم دونوں کے لیے برابر ہے۔

(3) مذہبی آزادی کی سہولت

اسلام غیر مسلموں کو جبراً اسلام میں لانے کے سخت خلاف ہے۔ اہل نجران سے معاہدے میں بھی آپ ﷺ نے انکی مذہبی آزادی کے تحفظ کی شق کو اہمیت دی تھی۔

(4) تحفظِ عزت و آبرو

مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں کی عزت و آبرو بھی ضروری ہے۔ اسلامی ریاست کے کسی بھی شہری کی توہین اور تذلیل نہ ہونے کو یقینی بنانا ضروری ہے۔

(5) عدالتی و قانونی تحفظ

فوجداری اور دیوانی قانون و مقدمات مسلم اور ذمی دونوں کے لیے یکساں اور مساوی ہیں۔ دونوں کے درمیان اس ضمن میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

وہ ہیں ان لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار ہوں جو اپنا وعدہ وفا کرتے ہیں۔ تھا

(6) مناصب و ملازمت

اسلامی آئین سے وفاداری کی شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے اہل ذمہ، پالیسی ساز اداروں اور جج وغیرہ جیسی وزارتوں اور صدر جیسے منصب پر فائز نہیں ہو سکتے۔ بقیہ تمام ملازمتوں میں ان کے لیے دروازے کھلے ہیں۔

(7) روزگار کی آزادی کا حق

اسلام میں ہر جائز ذرائع روزگار کو احسن قرار دیا ہے۔

حدیث میں ارشاد ہے:

"کوئی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور کھانا نہیں کھا سکتا، اور اللہ کے نبی داؤد اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔"

غیر مسلم جو چاہے پیشہ اپنائیں لیکن اس کو مدنظر رکھیں کہ وہ ایک اسلامی معاشرے کا حصہ ہیں اور ان چیزوں کے قریب نہ جائیں جنھیں اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ جب فرد جائز کام کرے گا تو اس کا حاصل اور اس کا ثمر (پھل)

اس کا حصول حق ہو گا۔ اس لیے کہ یہ محنت اور پسینہ کی کمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انسان کے لیے اتنا ہی ہے جتنے کے لیے اس نے کوشش کی۔ (النجم)

(8) اقلیتوں کی حفاظت اسلامی ریاست کی ذمہ داری

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو دفاعی ذمہ داریاں ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان کا دفاع حکومت کی ذمہ داری ہے۔ چونکہ اسلامی ریاست اقلیتوں کو جان و مال اور آبرو کا تحفظ فراہم کرتی ہیں اور ان پر کوئی دفاعی ذمہ داری بھی عائد نہیں کرتے لہذا اس کی اقلیتیں کو اسلامی ریاست کو مالیاتی طور پر اپنی خدمات پیش کرنے کا کہا گیا ہے۔

(9) معاہداتِ نبوی اور اقلیتوں کے حقوق

آپ ﷺ کے زمانے میں جن غیر مسلم قبائل نے جو غیر مسلم ہوتے ہوئے جزیرۃ العرب میں اسلامی حکومت

کی رعایا کے طور پر رہنا پسند کیا آپ نے ان سے کئی معاہدے کیے جو اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کی مختلف جہات کا اظہار کرتے ہیں ان میں سے چند معاہدات حسبِ ذیل ہیں۔

نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ

چند ایک ذیل میں درج ہیں۔

(1) ان کے پھلوں، سونے، چاندی، غلام اور ان اشیاء کے ساتھ مرحمت کے مال کے عوض میں ان پر مندرجہ ذیل خراج عائد کیا گیا۔

(i) دو ہزار حلے، ماہِ رجب میں ایک ہزار، ماہ صفر میں ایک ہزار

(ii) ایک حلہ کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی

(2) غیر مسلم ہماری جنگوں میں شرکت سے مستثنیٰ ہیں

(3) ہمارا لشکر ان پر حملہ نہ کرے گا

(4) ہماری عدالت میں ان سے انصاف برتا جائیگا

وغیرہ سب اس معاہدے میں شامل تھے۔

(10) حاصل البحث

ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مسلموں کو جو حقوق اسلام سے ملے ہیں اور اسلامی ریاست میں ملے دستور اتنے ہیں وہ کوئی دوسرا مذہب نہیں دے سکتا تھا۔

سوال نمبر 06

دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو معاشیات میں ایسی تعلیمات دی ہیں کہ جن پر عمل کرکے اہلِ اسلام دنیا اور دین دونوں کو اعتدال کے ساتھ اور توازن کے ساتھ اپنا سکتے ہیں۔ دین و دنیا کو حسین امتزاج کے ساتھ لیکر چلنے کی عمدہ مثالیں نبیﷺ کے ان دو فرامین میں بھی ہیں۔

(1) جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے اہلِ خانہ کے لیے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لیے حلال طریقے سے دنیا طلب کی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔
(الحدیث)

(2) حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔
(الحدیث)

اسلامی نظامِ معیشت ایک مثالی نظامِ معیشت درج ذیل طریقوں سے ترتیب دے سکتا ہے:

(1) بے حسی کے بجائے احساس و ہمدردی کا نظام

اسلام نے معیشت روزگار کے معاملے میں کاروباری شراکت کی بہت سی راہیں بیان کی ہیں تاکہ تجارت و معیشت کے

کے دائرے وسیع ہوں اور زیادہ سے زیادہ لوگ معاشی منافع سے فائدہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے منڈی کے تمام طریقوں پر پابندی اور مذمت بیان کی۔ چنانچہ خرید و فروخت کرایہ داری، ملازمت یا مزدوری میں دو افراد کا معاملہ طے ہو رہا ہو تو اس میں تیسرے شخص کی مداخلت کرنا اور اور ان کے سودے کو توڑنے کے لیے سودے پر سودا کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

(2) ذخیرہ اندوزی سے پاک نظام

ذخیرہ اندوزی کو دوسرے لفظوں میں لوگوں کی مجبوریوں کی سوداگری بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے ذریعے مالدار لوگ اجناس وغیرہ کو بڑے پیمانے پر خرید کر بازار پہنچنے سے روک لیتے ہیں اور جب بازار میں ان اشیاء کی قلت ہوتی ہے نیز جب لوگ اتنے مجبور ہو جائیں کہ کسی بھی قیمت پر ان چیزوں کو خریدنے پر مجبور ہو جائیں تو یہ مالدار لوگ ان کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور من مانی قیمتیں وصول کرتے ہیں۔

زمانہ موجود میں غریب مسلمانوں کو اسی ذخیرہ اندوزی کے وبال کا سامنا ہے۔ لیکن اسلام اس نظام کی مخالفت کرتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ

جس نے مسلمانوں پر کھانے کی چیزوں کا احتکار کیا تو اللہ اس کو جذام اور افلاس میں مبتلا کرے گا۔

(3) کھری اور ستھری سودے بازی کا نظام

معاشی دنیا میں اگر لوگوں کا ایک دوسرے سے بھروسہ اٹھ جائے تو معیشت کی عمارت کو زمین بوس ہونے میں ذرا بھی دیر نہ لگے گی۔ لہٰذا اس امر میں اسلام نے معاشی اعتماد و بھروسہ کو قائم رکھنے کے لیے بہت سے انتظامات کیے ہیں جن میں بد دیانتی، دھوکے بازی، جھوٹ، وعدہ خلافیوں اور ملاوٹ پر سخت پہرے لگاتا ہے۔

(جھوٹی) قسم سامان کو فروخت کروانے والی لیکن کمائی کو مٹانے والی ہے۔

(الحدیث)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

جس نے ملاوٹ کی، وہ ہم میں سے نہیں۔

(الترمذی)

(4) سود سے پاک معاشرے کا قیام

اسلام نے سختی سے سود کی ممانعت کی ہے۔ حدیث کے مطابق:

سود لینے والا اور دینے والا ہم میں سے نہیں۔

سود کو ختم کر کے ہم معاشرے میں اسلامی نظامِ معیشت کو مدِنظر رکھتے ہوئے مساوی نظامِ معیشت ترتیب

DATE: __/__/__

دے سکتے ہیں۔

(5) دولت کی مساوی نہیں، منصفانہ تقسیم

رزق میں کمی بیشی حکمتِ خداوندی ہے کہ اللہ نے اس دنیا کے نظام کو اسی طرح چلانا پسند کیا تاکہ ہر انسان ایک دوسرے سے وابستہ رہے اور ایک دوسرے کے کام آئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ہم ان کے درمیان دنیوی زندگی میں ان کے (اسباب) معیشت کو تقسیم کرتے ہیں اور ہم ہی ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کی فوقیت دیتے ہیں۔

(الزخرف)

ہر شخص کو یکساں معاشی جدوجہد اور ترقی کے راستے میسر ہوں اور ان کو حق ہو کہ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت کو استعمال کر کے اپنی معیشت میں ترقی کر سکے۔ اسلام دولت کی مساوی تقسیم کا قائل نہیں بلکہ منصفانہ تقسیم چاہتا ہے۔ ہر انسان اپنی صلاحیت میں دوسرے سے مختلف ہے یہ صلاحیت سب کو یکساں نہیں ملتی اسی لیے دولت کا بھی کسی کے پاس کم زیادہ ہونا ناگزیر ہے۔ لیکن قرآن کی رو سے تمام افراد کو یکساں مواقع ملنے چاہییں

(6) صرف و خرچ میں اعتدال کا حکم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

کھاؤ پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو۔

(الاعراف)

ایک اور جگہ فرمایا۔

اور اپنا مال فضول خرچی سے مت اڑاؤ

بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان

کے بھائی ہیں۔

(القرآن)

ان آیات کی روشنی میں اسلامی معیشت ہمیں اس بات کی طرف بھی راہ دکھاتا ہے کہ فضول خرچی اور اسراف سے گریز کرنا چاہیے اور اللہ کی راہ میں دینا چاہیے۔

ان کے علاوہ بہت سے ایسے طریقے ہیں جنکی مدد سے ہم مساوی معیشت کو جنم دے سکتے ہیں:

- معاشی برتری کے لیے تجارت کو فوقیت
- امدادِ باہمی کی تلقین
- حق المعاش، اسلامی ریاست کی ذمہ داری
- حاجت مندوں کا شرعی حق وغیرہ۔